دھیمی خوشبوؤں سے مہکتا راستہ اور اس راستے کا ایک انت ہر باب گویا یہ باب حیرت ہے جس میں کھڑے ہو کر ہم دیکھتے ہیں ماضی کی گونجتی آواز کا رنگ جو ہماری مٹھی کی گرفت میں نہیں پر ہماری یادداشتوں میں محفوظ ہے ہم اس باب حیرت سے گزر کر کائنات کے لامکاں سے اپنی ذات کے مکاں میں داخل ہوتے ہیں اور اپنی ذات سے آشنا ہوتے ہیں۔

مقالہ لکھتے وقت کبھی سوچا نہیں تھا کہ اس کا حرف حرف مجھے اپنی ذات میں جذب ہوتا محسوس ہوگا۔ G.C.U سے Ph-D کی ڈگری حاصل کرنا میرا خواب تھا [redacted]۔شروع سے ہی غزل پر لکھنا قدرے آسان نہ تھا ہزاروں شعراء کی لمبی قطار کھڑی تھی جو اُردو کے بتدریج ارتقاء سے لے کر اب تک بہت سے ایسے موضوعات پر لکھ چکے تھے جس کے ہر ہر پہلو پر کام ہو چکا تھا جدید اُردو غزل ایسا موضوع تھا جس میں پاک و ہند کے تمام شعراء و شاعرات شامل تھے ان تمام کو یک جا کرنے اور ان کے کلام سے فلسفہ تلاش کرنا بہت دشوار طلب کام تھا مگر انہی دشوار گزار راستوں سے گزر کر منزل تک کا حصول ہمیشہ میری اولین ترجیح رہی ہے۔

مقالہ کی تکمیل کے لئے سب سے ضروری مواد کی فراہمی کا حصول اور اس کی تلاش تھی چنانچہ لائبریریوں میں متعلقہ مواد کی تلاش کا آغاز کیا گیا۔ اُردو غزل کے حوالے سے اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا تھا لیکن اس سلسلے میں چونکہ پاکستان بلکہ ہندوستان کی غزل بھی اہمیت کی حامل تھی اس لئے موضوع کی مناسبت سے جونہی کام کا آغاز کیا محسوس ہوا کہ ہر شاعر کے دیوان وکلیات کو کھنگالنا بہت مشکل ہوگا چنانچہ کچھ ایسی کتب کا مطالعہ بھی کیا جائے جس سے متعلقہ مواد ملنے کا حصول ممکن ہو سکے۔

یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب ''جدید اُردو غزل اور فلسفہ۔ بنیادی مباحث'' پر مشتمل ہے اس باب میں اُردو فلسفہ کی تعریف وتوضیح، فلسفہ کی اقسام پر توجہ دی گئی ہے۔غزل کے بنیادی مباحث کیا ہیں؟ فلسفہ اور شاعری کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اور جدید اُردو غزل میں فلسفیانہ عناصر اور ان کی موجودگی کا تعین کس طرح کیا جائے گا اس کے علاوہ ہندوستانی غزل اور ہماری کلاسیکی روایت کیا ہے فلسفہ اس میں اپنے کس رنگ ڈھنگ میں نظر آتا ہے۔

مقالے کا دوسرا باب ''جدید اُردو غزل کا فلسفیانہ تناظر'' ہے جس میں مختصراً جدید اُردو غزل کا فلسفیانہ تناظر پیش کیا گیا ہے۔ اُردو غزل قدیم روایت، کلاسیکی اور جدیدیت کا سنگم، ۱۹۶۰، ۱۹۷۰، ۱۹۸۰ کی دہائی اور بیسویں صدی میں غزل میں کیا تبدیلیاں اور کم و بیش کیا تغیرات رونما ہوئے ہیں اور شعراء نے جدیدیت کے سنگم پر کھڑی غزل میں اصلاحی اور تفہیمی انداز میں کیا تبدیلیاں کی ہیں پیش کیا گیا ہے۔

تیسرا باب ''حالی سے اقبال تک'' کی غزل کو محیط ہے کلاسیکیت اور جدیدیت کے سنگم پر کھڑی غزل میں جدید اور کلاسیکی شعراء کی نیم جدید غزلیں ہیں جن میں فلسفیانہ موشگافیاں کی گئی ہیں۔

مقالے کا چوتھا باب ''جوش سے شہزاد احمد تک'' کو محیط ہے جس میں تمام نئے اور جدید تر شعراء شامل ہیں جوش شاعر انقلاب، احسان دانش، فلسفہ رومانیت، مارکسیت، ہجرت تنہائی، اداسی، جدید تر فلسفیانہ تحریکیں، جدیدیت، وجودیت، لسانی

تشکیلات، علامت نگاری کو کس طرح شعراء نے اپنی غزلوں میں اشعار میں استعمال کیا ہے اور برتا ہے۔

مقالے کا پانچواں باب ''محاکمہ'' ہے اس باب میں تمام ابواب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے فلسفہ اور غزل کا تعلق بنیادی مباحث اُردو غزل، جدید اُردو غزل کی حدود و قیود، اس کے متنوع جہات فلسفیانہ تناظر، فلسفیانہ مغربی تحریکوں کے جدید اُردو غزل پر اثرات، غزل کی ساخت، ہیت، آزاد، نثری، جنسی غزل کیا ہے اور کن شعراء کے ہاں زیادہ اثرات نمایاں ہیں ان پر بحث کر کے نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔

مقالہ لکھتے ہوئے اکثر ایسا ہوا کے میرے اندر جانے کتنے ہی سوالات سر اٹھاتے رہے کبھی ایسا محسوس ہوا کہ آگے بڑھنے کے سارے امکانات رک گئے ہوں اور میں اپنے ساکت اور جامد وجود کے ساتھ خلاؤں میں سوالات کھوجتی رہی۔

[illegible]

میرا یہ سفر ذات سے کائنات کی طرف شروع ہوتا ہے وہ سفر جس نے میری ذات میں روحانی خوبصورتی پیدا کی ہے وہ خوبصورتی جو روح کی گہرائیوں میں اتر کر سب کچھ جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ یہ کہ یہ اپنی شخصیت میں اور اس کے اپنے وجود کے خاص کیف و حال پر منحصر ہے مشاہدات و تجربات کے مقابل اس کی داخلی دنیا میں اس کا احساس اور وقف الگ الگ رنگ کا ہوتا ہے جبکہ غزل میں یہ احساسات، جذبات و تخیلات و واردات شعور و ادراک زندگی سے اخذ شدہ ہوتے ہیں وہ زندگی جو انسان کی روح اور باطن سے تعلق رکھتی ہے وہ غزل جس میں ہم ماضی حال اور مستقبل کا مشاہدہ کر سکتے ہیں جس میں تاریخی بصیرت ملتی ہے کیونکہ کبھی کبھی ایک منظر اور اس کا پس منظر جب ہماری بصارت کی گرفت میں آتا ہے تو پھر بتدریج اسے انسان وسعت دیتا ہوا ساری کائنات پر پھیلا دیتا ہے یوں ایک چھوٹا سا منظر پوری کائنات پر محیط ہو جاتا ہے اور ہمارے سامنے سے زماں و مکاں کی ساری حدود اٹھ جاتی ہیں غزل اور اس میں شامل موضوعات جو مشکل تھے تصوف، فلسفہ ویدانت، کشف و وجدان جو ایک شاعر اور ایک صوفی پر وارد ہوتے ہیں جس سے اس کی ذات بنتی ہے اور خود شناسی کے تمام راستے متعین ہوتے ہیں غزل تصوف اور یوگ سے بھی تعلق رکھتی ہے اور جس طرح ان کو بلا روحانی ترقی کے جو کہ گیان، دھیان مراقبے اور مجاہدے سے حاصل ہوتی ہے سمجھا نہیں جا سکتا۔

مقالے کی تکمیل میں استاد محترم ڈاکٹر سعادت سعید نے بھرپور ساتھ دیا میں ان کی شکر گزار ہوں جناب ڈاکٹر خالد سنجرانی صاحب کا شکریہ جنہوں نے آخری وقت تک میرا ساتھ دیا۔ ڈاکٹر عارف ثاقب صاحب کا شکریہ جنھوں نے ایک بار کبھی میری مدد کی میں اُن سے جتنا دور بھاگتی رہی وہ اُتنا ہی مدد کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے رہے۔

اپنے شوہر سید حسیب کا شکریہ جنہوں نے مقالے کی تکمیل میں میری مدد کی۔ اپنے والدین کا شکریہ جو اپنی اولاد کو کچھ بنانے میں اپنا پورا جیون تیاگ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ لیفٹیننٹ جنرل سید مُبشر حسن کاظمی اور پیاری بہن رخشندہ مُبشر کاظمی کی